Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 76-91
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2517
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

غنائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہات اور اطلاقات

Dimensions and applications of the Prophet's generosity

Dr. Muhammad Sadiq
Elementary Teacher, Govt. High School Khair Pur Daha, Ahmad Pur East.
sadiqahmadpur@gmail.com

Abstract

The moral system of Islam covers every aspect of our life, including the economic system. Immoralities are embedded in the current economic systems in such a way that the distinction between halal and haram has been erased. Humans do not realize their economic rights while living in their society. Islam integrates ethics with faith so that a person pays the rights of others with moral incentives and does not encroach on anyone's rights. Because there are countless desires in human life, but the resources to fulfil them are limited. As a result, people start encroaching on the rights of others to fulfil their own desires, which we can easily see in the present human societies. If a person adopts the Islamic economic and ethical principles and follows the Prophet's life, then he can live a peaceful life by organizing his various desires under a single principle which is called an Islamic Economic Policy.

Keywords

Islamic Economic Policy, The generosity of the Holy Prophet, Economic rights, Peaceful life.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

آج سے چودہ صدیاں قبل جب دنیا موجودہ وقت سے بہت زیادہ، غیر متمدن اور ظلمت و جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ غریبوں اور کمزوروں سے عزت کیساتھ جینے کا حق چھین لیا گیا تھا۔ معاشرے کا ہر شعبہ افراط و تفریط میں مبتلا ہو چکا تھا۔ مذکورہ ان تمام حالات کے درمیان نظام معاش بھی ہر طرح کی ناہمواریوں کا شکار تھا۔ ایسے حالات میں جب ناامیدی کے بادل پورے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھے تو ایک آفتاب وماہتاب ایسے طریقہ ہائے زندگی لے کر نمودار ہوا جس کے نتیجے میں ظلمت سے بھری دنیا کا ہر ایک گوشہ نورانیت سے بھر گیا اور بہت ہی قلیل مدت، تقریباً تئیس سال کے عرصہ میں ایک طرز زندگی جسے اسلام کہتے ہیں، اپنا لوہا منوالیا اور تمام گوشہ ہائے زندگی میں ایسی تعلیمات پیش کیں کہ دنیا امن کا گہوارہ بن گئی۔ ان ضابطہ ہائے حیات انسانی میں اسلام کا ایک ایسا جامع معاشی نظام بھی شامل ہے جس میں بلا کسی تخصیص وامتیاز، معاشرے کے ہر فرد کو، کسی نہ کسی شکل میں، اتنا سامان معاش ہر حال میں میسر ہو جاتا ہے، جس کے بغیر عام طور پر کوئی انسان نہ اطمینان کے ساتھ زندہ رہ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے متعلقہ فرائض و حقوق بطور احسن انجام دے سکتا ہے۔ مذکورہ معاشی نظام کے تحت ملکی و قومی دولت کی گردش کا دائرہ کار صرف چند اغنیاء اور بڑے مالداروں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اعتدال کیساتھ جملہ افراد معاشرہ تک پہنچتا ہے۔

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو خصوصی طور پر اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ صدقات واجبہ ونافلہ اور عطیات سے معاشرے کے ایسے ضرورت مند افراد کی معاشی کفالت کریں جو مسکین، محتاج اور نادار ہوں یا کسی طبعی عذر کی وجہ سے کوئی معاشی کام کرنے اور اپنے لیے خود روزی کمانے کے لائق نہ ہوں، یا مناسب روزگار نہ ملنے کی وجہ سے تنگدست ہو گئے ہوں۔ انفاق فی سبیل اللہ کا یہ اسلامی حکم ، حکومت اور معاشرے کے دیگر تمام مال دار لوگوں کی اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اسلام کا معاشی نظام سرمایہ داروں اور مالداروں سے عام حالات میں زبردستی، ان کے اموال چھین لینے اور ملکیت سے محروم کر دینے کا حکم نہیں دیتا بلکہ افراد معاشرہ کی ذہن سازی کر کے، کبھی ترغیب کے ذریعے اور کبھی ترہیب کے ذریعے انہیں دولت کمانے اور خرچ کرنے کا درس دیتا ہے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر خود نبوی معاشی زندگی ہی اسلام کی اقتصادی و معاشی حیات کے سنہری اصول فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے معاش وانفاق کی صحیح تحقیق کی جائے اور آپ ﷺ کے اہل وعیال کی نجی معاشی زندگی، وسائل حیات کی فراہمی اور استعمال پر روشنی ڈالتے ہوئے ان سے ٹھوس نتائج اخذ کیے جائیں تاکہ معیشت نبوی ﷺ یعنی وسائل کی فراہمی اور ان کے استعمال پر بحث کے ذریعے پوری تصویر حیات مبارکہ ابھر کر سامنے آجائے۔ مقالہ ہذا میں اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2 حضور اقدس ﷺ کے اقتصادی وسائل

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دراصل حضور اقدس ﷺ کی تنگی معاش کا بنیادی سبب جودو سخا تھا۔ ورنہ آپ ﷺ کے وسائل معاش مثلا ترکہ و وراثت ،ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھم اجمعین کے اپنے اموال ، خرید وفروخت، تجارت ، کسی حد تک زراعت وباغبانی، مویشی پالنا، تھوڑی سی دستکاری، مال غنیمت اور علاوہ ازیں جو سامان زیست فراہم تھا وہ اتنا کافی تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل وعیال عیش وعشرت کی زندگی بسر کرسکتے تھے مگر آپ ﷺ نے ایسی زہد وفقر کی زندگی اختیار کی، جو نہ تو رہبانیت کی طرف لے جاتی ہے اور نہ دنیا کے عیش وعشرت کو آخرت پر ترجیح دیتی ہے۔ نبوی معیشت اعتدال کے جادہء قرآنی پر مبنی تھی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا قناعت پر مبنی فقروفاقہ اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ یہ امت اور اس کے مجبورو معذور افراد کے حوائج وضروریات پوری کرنے کی تمنائے دلی تھی جو آپ ﷺ کے ساتھ تمام اہلبیت کو نان شبینہ سے بھی محروم کردیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے محض توکل الہی، عطائے احباء واصدقاء اور فتوح پر تکیہ نہ کیا بلکہ اپنے خاص وسائل وذرائع سے اپنے اہل وعیال کے لیے سامان زیست فراہم کرتے تھے۔ ذیل میں ہم اسی موضوع پر مفصل بحث پیش کرتے ہیں تاکہ معیشت نبوی ﷺ کے اس اہم ترین باب کو روشنی میں لایا جاسکے۔ حضور اقدس ﷺ کے اہم ترین وسائل معاش درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

2.1 موروثی جائیداد سے حاصل ہونے والا مال

مختلف مآخذ میں یہ ذکر کئی مقامات پر ملتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اپنے پدری ترکہ میں منقولہ وغیر منقولہ جائیداد میں سے کچھ چیزیں ملی تھیں۔ صحاح کی کئی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے ترکہ میں قدیم مکان بھی ملا تھا، جسے آپ ﷺ کے عم زاد بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب نے اپنے زمانہ کفر میں غالبا آپ ﷺ کی ہجرت مدینہ کے فورا بعد ابوسفیان بن حرب کے ہاتھوں بیچ ڈالا تھا۔[1] قدیم مورخین میں ابن سعد نے اپنے شیخ واقدی سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب نے ایک باندی ام ایمن، پانچ اونٹ اور بکریوں کا ایک ریوڑ بطور ترکہ چھوڑا جس کے وارث آپ ﷺ ہوئے۔[2]

2.2 حضور اقدس ﷺ کی مالی آسودگی میں ازواج مطہرات ؓ کے مال کا حصہ

نبوی اخراجات ومصارف کا ایک ذریعہ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھم اجمعین کا مال بھی تھا۔ تقریبا تمام ازواج مطہرات ہی مالی لحاظ سے آسودہ خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ انکے والدین اور بہن بھائی دولت مند اور صاحب حیثیت تھے، جن سے ان کو ہدایا اور تحفوں کے علاوہ کبھی مال وجنس بھی ملا کرتے تھے۔ بعض ازواج مطہراتؓ کو اپنے والدین یا سابق شوہروں کا ترکہ بھی ملا تھا جو جائیداد و اراضی پر مشتمل تھا جن کی مستقل آمدنی یا پیداوار تھی۔ مثلاً حضرت خدیجہؓ کے اموال نے مکی زندگی میں آپ ﷺ کی

معاشی تنگ دستی کو دور کرنے میں کافی حصہ لیا تھا۔[3]حضرت ام سلمہؓ کو اپنی خاندانی جائیداد ملی جو طائف میں باغوں پر مشتمل تھی۔ مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں،ان کی پیداوار کی جو اشیاء پہنچا کرتی تھیں ان میں سب سے پسندیدہ چیز شہد تھی جو آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھی اور حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ کے لیے اسے بچاکر رکھتی تھیں۔[4]حضرت ام حبیبہؓ نجاشی شاہ حبشہ کی جانب سے آپ ﷺ کے لیے تحفے اور نذرانے کے علاوہ مہر کی رقم بھی لائیں تھیں۔[5]اسی طرح حضرت ماریہؓ قبطیہ بھی مقوقس شاہ مصر سے کافی ہدایا اور تحفے بشکل نقد و جنس لے کر آئی تھیں۔[6]

مذکورہ بالا شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وسیلہ حیات کچھ زیادہ مستقل اور اہم نہیں تھا۔ تاہم آپ ﷺ کی معاشی زندگی میں اس کے کردار و حصہ سے یکسر انکار بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس مال نے بسا اوقات آپ ﷺ کے لیے کافی آسانی فراہم کی تھی یا کم از کم متعدد مواقع پر آپ ﷺ کیلئے مسرت و شادمانی کا سبب بھی بنا تھا۔

2.3 مال غنیمت سے حاصل شدہ مالی وسعت

غنائم میں حاصل ہونے والے اموال واسباب منقولہ میں کھانے پینے کا سامان، روزمرہ ضروریات کا اسباب، پہننے بچھانے اور اوڑھنے کے کپڑے، نقد میں سونا، چاندی یا اس کی بنی ہوئی اشیاء، مختلف تجارتی سامان اور علاوہ ازیں بہت سا دیگر اسباب مسلمان مجاہدین کے ہاتھ لگتا تھا۔ اسلامی اصول تقسیم کے لحاظ سے حضور اقدس ﷺ کو بصورت شرکت جہاد ایک مجاہد کا حصہ اور ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے خمس یعنی اموال غنیمت کا پانچواں حصہ بھی ملتا تھا۔ خمس کو آپ ﷺ تین حصوں میں منقسم فرماتے تھے، ان میں سے ایک حصہ آپ ﷺ کے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے مخصوص تھا۔ جبکہ دوسرا حصہ آپ ﷺ کے خاندان بنو عبدالمطلب وبنوہاشم کے لیے اور تیسرا حصہ عام غریب مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے باشندوں پر صرف ہوتا تھا، ذیل میں غزوات وسرایا میں حاصل ہونے والے مال غنیمت کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

غزوہ بدر میں مختلف قسم کے اسلحہ کے علاوہ ایک سو پچاس اونٹ، دس گھوڑے، کچھ سامان ضروریات زندگی، کپڑے، چٹائیاں اور تجارتی کھالیں وغیرہ شامل تھیں۔ اسیران بدر سے مجاہدین کو زرفدیہ کی شکل میں خاصی آمدنی ہوئی تھی۔[7]سریہ نخلہ میں جو مال غنیمت ملا اس میں کچھ سوکھی کھجوریں، کھالیں اور قریش کا تجارتی سامان شامل تھا۔[8]غزوہ بنی النضیر میں ہتھیاروں کے علاوہ زرعی اراضی بھی ملی تھی۔ ہتھیاروں میں پچاس زرہ بکتر، پچاس آہنی خود اور تین سو چالیس تلواریں شامل تھیں، ان میں سے جن لوگوں کو عطائے نبوی ﷺ ملتے تھے وہ روایات کے مطابق ان کی سال بھر کی ضروریات کے لیے کافی ہوتے تھے۔[9]

غزوہ دومتہ الجندل میں صرف مویشی ملے تھے جبکہ غزوہ مریسیع میں بنو المصطلق سے دو ہزار اونٹ، پانچ ہزار بھیڑ بکریاں، خاصی تعداد میں ہتھیار، مال واسباب اور کچھ قیدی ملے تھے۔[10] غزوہ بنی قریظہ سے نقد و جنس میں مال و اسباب اور زرعی اور رہائشی جائیدادیں ملی تھیں۔ ہتھیاروں میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہ بکتر، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو آہنی اور پارچہ جاتی ڈھالیں شامل تھیں۔ غزوہ خیبر سے نقد و جنس کی شکل میں کافی مال ملا تھا جسمیں ہتھیاروں کی کافی بڑی تعداد شامل تھی۔ سامان رسد میں جو، گھی، مکھن، شہد، تیل، پکاہوا کھانا اور سامان ضرورت میں مختلف قسم کی چمڑے کی چٹائیاں، کافی مقدار میں کپڑے شامل تھے۔ نقد اموال میں طلائی و نقرئی سکے، زیورات اور مدفون دفینے بھی شامل تھے۔ خیبر کی کل مفتوحہ اراضی کی کل پیداوار کا نصف یعنی بیس ہزار وسق کھجور اور ساڑھے سات ہزار وسق جو، مسلمانوں کا حصہ تھا۔ مذکورہ تمام مال غنیمت کل اٹھارہ سو مسلم حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔[11]

2.4 جزیہ و خراج سے وصول ہونے والی آمدنی

حضور اقدس ﷺ کے معاشی وسائل میں سے ایک ذریعہ جزیہ و خراج بھی تھا جیسا کہ غزوات اور سرایا اور وفود عرب سے معاہدات کے نتیجے میں مختلف علاقوں سے جیسے ایلہ، مقنا، اذرح، جرباء، دومۃ الجندل، یمامہ، نجران، بحرین، عمان، حضرموت، ہجر اور یمن وغیرہ سے جزیہ و خراج کی مد میں خاصی بڑی رقوم بھی آنے لگی تھیں۔[12]

3۔ غنائے نبوی ﷺ کی جہات

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت نبوی ﷺ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو جو مال بھی میسر آتا تھا وہ آپ ﷺ اکثر و بیشتر صحابہ کرامؓ اور اپنے متعلقین میں بانٹ دیتے تھے اور خود کے لیے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے اور اگر کبھی کچھ رکھ بھی لیا تو اس کی مقدار و تعداد بہت معمولی ہوتی تھی۔ چند مثالیں بطور ثبوت حاضر ہیں۔

3.1 ازواج مطہراتؓ کے نفقات میں غناء

جب آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی تھی تو کھانے پینے کے انتظام کے علاوہ، اپنے سسرالی رشتہ داروں کو حلے پہنائے اور حضرت خدیجہؓ کو بیس اونٹنیاں مہر میں دی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد ہجرت مدینہ کے قریب جب حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا، تو ان کو فی کس چار سو[13]، یا پانچ سو درہم یعنی ساڑھے بارہ اوقیہ جس کی قیمت بقول حضرت عائشہؓ پانچ سو درہم ہوتی ہے۔[14] مہر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ ولیمہ بھی کیا تھا اور ان کے کفاف کا انتظام بھی۔ حضرت صفیہؓ کی شادی کے بعد ولیمہ میں

مہمانوں کی ضیافت گھی ، ستو اور کھجور سے کی تھی۔ [15]بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت ام سلمہ ؓ سے شادی کے موقع پر آپ ﷺ نے بیت المساکین میں جو کھانا ولیمہ میں کھلایا تھا وہ جو اور گھی وغیرہ پر مشتمل تھا۔[16]

روایات سے یہ بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ازواج مطہرات ؓ میں سے ہر ایک کے لیے اسی وسق کھجور اور بیس20 وسق جو، سالانہ مقرر کیا ہوا تھا اور اسی مقدار سے ان کے گھروں کے خورد ونوش کا سامان مہیا ہوتا تھا۔ مذکورہ عطائے نبوی ﷺ پر ان کے پانے والوں کے مالکانہ حقوق نہ صرف پیداوار پر تھے بلکہ اراضی پر بھی تھے۔ چنانچہ وفات نبوی ﷺ کے بعد کئی ازواج مطہرات ؓ نے، جن میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بھی شامل تھیں، اپنے حصہ کی زمین پر مالکانہ تصرف حاصل کر لیا تھا یا ان کو بیچ کر دوسری جگہ اراضی خرید لی تھی۔[17]

3.2 پرورش اولاد میں غناء

اسی طرح خوشی کے دوسرے مواقع جیسے عقیقہ وغیرہ پر بھی آپ ﷺ نے قربانی کی مثلاً حضرات حسنین ؓ کے عقیقہ پر نہ صرف بکری کی قربانی کی بلکہ ان کے مونڈن بالوں کے برابر چاندی بھی صدقہ کی۔ [18]یہی معمول وسنت نبوی آپ ﷺ کی اولاد بالخصوص حضرت ابراہیم ؓ کے بارے میں تھی جن کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے بکرا ذبح کیا تھا۔ آپ ﷺ کی باندی حضرت سلمیٰ ؓ کے شوہر حضرت ابورافع ؓ نے آپ ﷺ کو فرزند کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو آپ ﷺ نے ان کو ایک غلام عطا کیا اور اپنے بیٹے کے عقیقہ میں قربانی کے علاوہ مونڈن بالوں کے وزن کے برابر چاندی بھی صدقہ کی۔[19]

3.3 رضاعی رشتہ داروں کیساتھ صلہ رحمی میں غناء

قبیلہ ہوازن کی جو خواتین قیدی بنا کر لائی گئیں تھیں ان میں ایک خاتون حضور اقدس ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیما بنت الحارث ؓ بھی تھیں، انہوں نے گرفتار کرنے والوں سے کہا کہ میں تمہارے پیغمبر ﷺ کی رضاعی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کے لئے ان کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے، انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کی بہن ہوں، اور اپنے جسم پر ایک نشان کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے میری پشت پر کاٹ لیا تھا، جس کا نشان ابھی تک باقی ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا، ان کو اپنی چادر بچھا کر اس پر بٹھایا، فرط محبت اور غایت مسرت سے آپ ﷺ کی آنکھوں مبارک سے آنسوں چھلک پڑے، ایک بڑی رضاعی بہن کے ساتھ شدید عزت واحترام کا معاملہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو میں تمہیں راحت وآرام کے ساتھ رکھوں گا، اور اگر تم اپنے قبیلے میں واپس جانا چاہو تو تمہیں اجازت ہے۔ حضرت شیما ؓ نے عرض کیا میں اپنے قبیلے میں واپس جانا چاہتی ہوں، واپسی سے قبل انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، حضور اقدس ﷺ نے بہ وقت

رخصت انہیں کچھ اونٹ، چند بکریاں تین غلام اور ایک باندی مرحمت فرمائی۔[20] فتح مکہ کے بعد جب حضرت حلیمہ ؓ کی بہن اور ان کے شوہر کی بہن خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں پنیر اور گھی بطور ہدیہ مرحمت فرمایا۔[21]

3.4 غلاموں کی معاشی کفالت میں غناء

آپ ﷺ کے مکی غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ ؓ اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت ام ایمن ؓ مشہور ہیں۔ حضرت زید ؓ کو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ ؓ سے مانگ لیا تھا اور آزاد کر کے حضرت ام ایمن ؓ سے بیاہ دیا تھا جن سے حضرت اسامہ ؓ پیدا ہوئے اور اس پورے خاندان کی معاشی کفالت آپ ﷺ ہی کرتے رہے۔ دوسرے غلاموں میں حضرات ابو کبشہ ؓ، انسہ ؓ، صالح ؓ، شقران ؓ اور سفینہ ؓ تھے۔ ان سب کو آپ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا مگر وہ آزادی کے بعد بھی آپ ﷺ ہی کے زیر کفالت رہے، ان کے علاوہ بھی کچھ غلام تھے۔[22]

3.5 اہل قرابت و متعلقین کی دعوتوں پر غناء

شادی و خوشی کی تقاریب کے علاوہ بعض غمی کے مواقع پر بھی آپ ﷺ نے یا آپ ﷺ کے اہل خانہ نے کھانا پکوا کر غم زدوں کی دل جوئی کی، مثلاً غزوہء موتہ میں حضرت جعفر ؓ بن ابی طالب کی شہادت کی خبر جب مدینہ منورہ پہنچی تو ظاہر ہے کہ اس سے ان کے گھر والوں کو غم ہوا ہو گا اور آپ ﷺ نے اس غمی کے موقع پر اپنے اہل خانہ سے ان غم زدوں کے لیے کھانا پکوا کر بھجوایا۔[23]

بسا اوقات آپ ﷺ کسی سفر یا غزوہ سے مدینہ منورہ واپسی پر ایک یا زیادہ جانوروں کو ذبح کر کے اپنے اہل خانہ، دوستوں اور عزیزوں کی ضیافت کرتے یا ان کو گوشت بھیجا کرتے تھے۔[24] ابن اسحاق وغیرہ کے مطابق آپ ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں غار حراء میں مجاورہ و مراقبہ کیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ بہت ابتداء سے جاری تھا۔ اور مجاورہ کے خاتمہ پر طواف کعبہ کرتے اور اس کے بعد بلاناغہ مساکین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔[25] کئی روایات میں آتا ہے کہ اصحاب صفہ ؓ پر آپ ﷺ کی عنایت خاص تھی کیونکہ ان کی زندگی تنگدستی اور عسرت کی تھی اور مختلف اسباب سے وہ محروم رہتے تھے۔ بلاذری کی ایک روایت ہے کہ ایک بار ان میں سے بیس اصحاب کو اپنے گھر لائے اور انہیں روٹی کے ٹکڑے دودھ میں ملا کر ثرید بنا کر کھلائی۔ ایک بار حضرت ابوہریرہ ؓ اور ان کے بعض دوسرے صفہ کے ساتھیوں کو بلا کر خالص دودھ سے ضیافت کی۔[26]

3.6 مختلف لوگوں کو عطائے تحائف و ہدایا پر غناء

آپ ﷺ کے جود و سخا، مہمان داری اور فیاضی، کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک، ناداروں کی امداد اور اجنبیوں اور بیگانوں کی مادی راحت رسانی کی کوئی حد نہیں تھی اور اس کا اظہار برابر ہر مرحلہ حیات پر ہوتا رہا۔ حضرت خدیجہ ؓ نے اولین وحی کے نزول کے بعد آپ ﷺ کی انہیں صفات کو یاد دلا کر آپ ﷺ کی دلجوئی اور اپنے ایمان کی شہادت دی تھی۔[27]

غنائم میں جو کپڑے میسر آتے وہ بھی آپ ﷺ صحابہ کرام میں بالعموم تقسیم کر دیا کرتے تھے مثلاً حلہ دیباج آئے تو آپ ﷺ نے مجملہ دوسرے حضرات کے حضرات عمرؓ و علیؓ کو دیئے تھے۔[28]خمیصہ یعنی چادر اور کپڑے آئے تو ان میں سے ایک حضرت ام خالد بنت خالد بن سعیدؓ کو دیا۔ بہت سے قبا بانٹ دیئے اور ان میں سے ایک حضرت مخرمہؓ بن نوفل کو بھی دیا تھا، اپنے لیے کوئی نہیں رکھا۔ اسی طرح قباطی یعنی قبطی قبائیں اور قمیضیں آئیں تو دوسرے صحابہ کرام کے علاوہ ایک حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں بھی آئی۔[29]یہی سنت نبوی ﷺ اسلحہ وغیرہ کے بارے میں تھی۔ غزوہ بدر میں ذوالفقار نامی تلوار ملی تھی جو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو عطا فرمادی۔[30]الغرض جو کچھ مال و اسباب میسر ہوتے، خواہ وہ نقد و جنس کی صورت میں ہو یا اراضی و جائیداد کی شکل میں ، آپ ﷺ اپنے لیے ان میں سے کچھ بھی نہ رکھتے، بلکہ دوسروں کو عطا فرمادیتے جس کا اعتراف آپ ﷺ کے ناقدین و منکرین تک بھی کر چکے ہیں۔[31]

3.7 بارگاہ نبوی ﷺ میں تشریف لانے والے وفود پر غناء

سنت نبوی ﷺ تھی کہ مقامی مہمانوں، قرب وجوار کے صحابہ اور اہل مدینہ کے علاوہ، آپ ﷺ باہر سے آنے والے تمام وفود اور ان کے اراکین کی مہمانداری کیا کرتے تھے اور اس کے لیے حضرت بلالؓ باقاعدہ نگران مقرر کیے گئے تھے۔ اسی طرح وفود کی ضیافت نہ صرف ان کی ذمہ داری تھی بلکہ سامان کی فراہمی اور وسائل کا انتظام بھی انھیں کا فریضہ تھا۔ ابوداؤد شریف میں حضرت لقیط بن صبرہؓ کی ایک روایت بطور عینی شہادت موجود ہے کہ بنوالمنتفق کے وفد میں جب ہم لوگ مدینہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ گھر میں تشریف فرمانہ تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ہمارے لیے خزیرہ یعنی گوشت، آٹا اور پانی ملا کھانا بنانے کا حکم دیا اور جب وہ بن گیا تو اس کے ساتھ بڑے طبق میں کھجوریں بھی پیش کی گئیں جسے ہم نے خوب کھایا۔ بعد میں جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کے کھانے پینے کا پوچھا تو انھوں نے سارا ماجرا بتایا۔ اسی دوران کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے ایک چرواہا اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر نکلا۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید کر ذبح کروائی اور ظاہر ہے کہ وہ آپ ﷺ کے مہمانوں کی ضیافت ہی کے لئے تھی۔[32]ابن سعد اور دوسرے سیرت نگاروں نے وفود عرب کی ضیافت نبوی ﷺ کے باب میں خاصی معلومات فراہم کی ہیں جن سے یہ حقیقت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مہمانوں اور زائرین کی ضیافت کرنا آپ ﷺ اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے، جسے آپ ﷺ اکثر اپنے وسائل سے انجام دیا کرتے تھے۔

4۔ عصر حاضر میں غنائے نبوی ﷺ کے اطلاقات

دین اسلام کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس کا اپنا ایک معاشی نظام ہے جس کا مقصد محض افراد معاشرہ کی معاشی کفالت ہی نہیں، بلکہ

مزید بر آں امن و سلامتی کی ضمانت دینا بھی شامل ہے۔ مذکورہ اسلامی معاشی نظام کا رکن بننے کے لیے لوگوں کو ماہانہ یا سالانہ کوئی قسطیں اور فیس ادا نہیں کرنا پڑتی، بلکہ صرف احکامات الٰہیہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے، مذہب اسلام کو بحیثیت ضابطہ حیات تسلیم کرنا، امراء کا جائز شرعی واجبات مثلاز کوۃ، صدقات واجبہ، عشر وغیرہ ادا کرنا اور پوری زندگی اللہ کا فرمانبردار بندہ بن کر رہنا اور بہ صورت ذمی، اسلامی ریاست کا وفادار شہری بن کر زندگی گزارنا اور معمولی جزیہ ادا کرنا ہے۔ دین اسلام جس قسم کا نظام کفالت پیش کرتا ہے، اس میں اولیت اس بات کو دی گئی ہے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شخص بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے، اس نظام میں امیر کو ترغیب دے کر اور آخرت کا خوف دلا کر یہ درس دیا جاتا ہے کہ وہ غریب اور محروم المعیشت افراد معاشرہ تک اس کی ضروریات زندگی بہم پہنچائے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن حزم رقمطراز ہیں کہ:

"اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص بھوکا، ننگا یا ضروریات زندگی سے محروم ہو تو مال دار کو اپنے مال میں سے اس کی کفالت کرنا فرض ہے"۔[33]

اسی بارے میں مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی اپنی ایک مایہ ناز تصنیف میں لکھتے ہیں کہ:

اسلامی حکومت کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر فرد کو خواہ امیر ہو یا فقیر، مرد ہو یا عورت، اس کی استعداد اور حالت کے مطابق ان تین بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچائے، ان تین چیزوں میں پہلی کھانے پینے کی سہولیات، دوسری لباس کی ضروریات اور تیسری ازدواجی زندگی کی سہولیات شامل ہیں۔[34]

قرآن واحادیث کی روشنی میں آئمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے اسلامی حکومت کو اختیار دیا ہے کہ وہ اغنیاء اور مالی استطاعت رکھنے والے لوگوں کو انفاق کی حسب ذیل مدات میں خرچ پر بذریعہ طاقت اقتدار مجبور کر سکتی ہے۔

- شوہر کی مالی استطاعت کے معیار پر منکوحہ بیوی کا نفقہ
- نابالغ اولاد کا نفقہ
- ضرورت مند والدین کا نفقہ
- معذور قرابت داروں کا نفقہ
- مصارف حرب ودفاع، امور رفاہ عامہ، اگر حکومت کے خزانے میں ان اخراجات کے لیے بقدر ضرورت مال دستیاب نہ ہو۔

- وہ ہنگامی حالات جن میں اسباب سماوی کی وجہ سے یا سرمایہ داروں کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے ملک معاشی بحران میں گرفتار ہو چکا ہو، یعنی ملک کا تمام تر سرمایہ اور وسائل دولت، چند افراد یا خاندانوں کے ہاتھوں میں سمٹ آئے ہوں اور اکتنازِ زر اور انجماد دولت کی صورت پیدا ہو گئی ہو۔

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ انسان اپنی ضروریات کی تکمیل کا دائرہ اتنا ہی رکھے جتنا اس کے مالی وسائل ہوں نیز مالی وسائل کی بہتات کی صورت میں ضرورت پوری کرنے کے علاوہ سہولت اور آسائش کے درجے سے آگے نہ بڑھے۔ کسب میں افراط سے بچے اور تمام خدائی و اخلاقی پابندیوں کا خیال رکھے، کسی حلال روزگار کو اختیار کرنے سے نہ کترائے۔ آج ہماری نسل نو کی ایک بڑی تعداد معاشرے پر اس لیے معاشی بوجھ ہے کہ انہوں نے زندگی گزارنے کا ایک خود ساختہ معیار طے کیا ہوا ہے۔ اگر انہیں اس معیار کی نوکری اور معاشی وسائل دستیاب نہ ہوں تو وہ عضو معطل ہی بنے رہتے ہیں، حالانکہ وہ معمولی تجارت، کھیتی باڑی اور عام ذرائع روزگار اختیار کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ دور نبوی ﷺ اور دور صحابہؓ میں نوجوان جانور پالتے، تجارت اور کھیتی باڑی کرتے، جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتے اور خواتین چرخہ کاتتیں تھیں۔ الغرض محنت و مشقت جسمانی پر مشتمل ایک ایسا طرز زندگی وجود میں آیا جس کی جھلک بعد کی مسلم خلافتوں میں بھی نظر آتی رہی۔

یہ حقیقت ہے کہ قوموں کی سیاسی و عسکری طاقت کا انحصار ان کی معاشی قوت پر ہوتا ہے۔ آزادی و خود مختاری، قومی تشخص، قومی وقار، شخصی خوش حالی اور ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے، معیشت کی درستگی بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ دراصل فرد کی خوشحالی ہی کسی قوم کی اصل طاقت ہوتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے گذشتہ چند سالوں سے ہماری قومی معیشت مسلسل تنزلی کا شکار ہے۔ جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جغرافیائی اعتبار سے ہمیں بہترین زرخیز ملک عطا کیا ہے، جو بے بہا نعمتوں سے مالا مال ہے۔ سونا، چاندی، تانبے کے علاوہ دیگر قیمتی دھاتوں کے بے شمار خزانے اس میں مدفون ہیں، نایاب قیمتی پتھر اور ہیرے جواہرات کی فراوانی ہے نیز تیل، گیس اور کوئلہ کی بھی کمی نہیں۔ دریا، نہریں اور آب پاشی کا ایک بہت بڑا نظام موجود ہے۔ مزید برآں پاکستانی قوم محنت کش اور جفاکش بھی ہے۔ پاکستانی قوم کا شمار دنیا کی ذہین ترین قوموں میں ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ملک میں اقتصادی اور معاشی عدم استحکام نے ایک بحران کی شکل اختیار کر لی ہے، جس سے عوام میں فکری انتشار کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف ایک دوسرے کو موجودہ ابتر معاشی صورت حال کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ دوسری طرف اخبارات، الیکٹرونک میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا جلتی پر تیل کا کام کر رہا ہے۔

ہمارے خیال میں وافر قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ہماری قوم کے کشکول ہاتھ میں پکڑنے کی وجہ غنائے قلبی اور غنائے مالی کا فقدان ہے۔عام آدمی سے اشرافیہ تک ہر کسی کو اپنے آرام وسکون کی فکر ہے۔افراد معاشرہ کے درمیان جذبہ ایثار و سخاوت جو اسلامی معاشرے کا ایک امتیازی وصف ہے بہت کم ہی نظر آتا ہے۔ حکمران طبقہ جو محروم المعیشت افراد کی معاشی کفالت کا ذمہ دار ہے، وہ اپنی مراعات وسہولیات کے متعلق زیادہ فکر مند دکھائی دیتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مقتدر طبقہ جس قسم کی پر آسائش زندگی گزار رہا ہے، وہ تمام عوام کے ٹیکسوں کی رقم کی بدولت ہی ہے۔ ستم یہ بھی ہوا کہ جب حکمران طبقے کو ٹیکسوں سے سہولیات اور مراعات کے لیے مطلوبہ رقم نہ ملی، تو وہ مقامی اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لینے لگا۔ عوام کی فلاح وبہبود کے نام پر لی گئی امداد اور قرض کے ذریعے حکمران طبقہ پھلنے پھولنے لگا۔ اس نے خود کو مراعات یافتہ سمجھ کر اپنے آپ کو ان گنت سہولیات کا حقدار تسلیم کروالیا۔ جبکہ مہنگائی اور بے روزگاری سے پریشان عوام ایک ایک نوالے کو ترسنے لگے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان تمام معاملات اور واقعات کے پیچھے کوئی بین الاقوامی سازش، عالمی منافع خور اور ملک دشمن عناصر کی چال ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے معاشی طور پر دیوالیہ ہو جانے سے مسلمانوں کی عزت وناموس خاک میں مل جائے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مرکزی حکومت میں شامل جماعتوں، اپوزیشن اور صوبائی حکومتوں کے درمیان مشترکہ معاشی پالیسی پر اتفاق رائے پیدا کیا جائے۔ ملک کی معیشت جن حالات سے دوچار ہے، اس میں ایک مربوط پالیسی وضع کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ لیکن اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ملک کی سیاسی قوتوں کے درمیان دوری، سیاسی تفریق کی شدت اور تصادم کی حد درجہ افسوس ناک فضا ہے، جسے حدود میں لانا ازبس ضروری ہے۔ اسی طرح اس امر کی بھی سخت ضرورت ہے کہ صوبوں م یں ضلعی سطح پر بلدیاتی نظام کو دستور کے مطابق جلد از جلد وضع کیا جائے اور دستور کے مطابق وسائل کی تقسیم کے نظام کو بھی نچلی سطح پر انصاف اور حق کے مطابق فراہم کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ جب تک یہ چیزیں نہیں ہوتیں، قومی معیشت کو زمینی سطح پر درست کرنا محال ہے۔ لہٰذا ہر ذی شعور مسلمان کا فرض ہے کہ اصلاح اخلاق کی طرف توجہ دے، اور جہاں تک ممکن ہو اسلامی اخلاقیات کو انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں نافذ کیا جائے تاکہ مستقبل میں ہم دنیا کی قوموں میں ایک معزز قوم بن کر ابھر سکیں۔

5۔ حاصل کلام

مندرجہ بالا بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم بطور خلاصہ کلام یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے زندگی بھر جو بھی کمایا، کسی نے کوئی چیز ہبہ کی، متعدد غزوات وسرایا میں حاصل ہونے والا کثیر مال غنیمت جس میں سے خمس پانچواں حصہ خاص آپ کا ہوا کرتا تھا، سب کچھ خرچ فرمادیا کرتے تھے۔ مرض الوفات میں اشد ضرورت کے باوجود اپنے پاس موجود کل رقم راہ خدا میں خرچ فرمادی۔

بحیثیت مسلمان ہم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ہم بھی حضوراقدس ﷺ کے خلق و سخاوت سے اکتساب فیض کرتے ہوئے اپنے عزیز و اقارب اور رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور ان کی جائز حاجات کو پورا کریں۔ معاشرے کے نادار اور مفلس لوگوں پر خرچ کر کے بے سہاروں کا سہارا، یتیموں اور بیواؤں کے لئے ایک رحمت اور شفقت کا سائبان بنیں۔

6۔ نتائج مقالہ

متذکرہ بالا حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ:

- اسلامی معاشرے اورریاست کی معاشی پالیسی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں عام ہوتا کہ دولت پر بااثر لوگوں کی اجارہ داری قائم نہ ہو نیز دولت کا بہاؤ امیروں سے غریبوں کی طرف ہو جائے۔
- دین اسلام غنی کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنا زائد مال راہ خدا اور مصارف خیر میں خرچ کر کے اللہ تعالی کی خوشنودی، روحانی و اخلاقی برتری حاصل کرے۔
- حضور اقدس ﷺ نے سخاوت وفیاضی کے اوصاف حمیدہ کے ذریعے، اپنے مال و دولت کو امت کے غرباء اور بے کسوں میں تقسیم کرتے ہوئے خود فقر وفاقہ اور سادگی کی زندگی بسر فرمائی۔
- آج معاشرے میں جو معاشی زوال، انسانی حقوق کی پامالی کی شکل میں ہمیں نظر آرہاہے، اسے دور کرنے کے لیے وہی حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی، جو ہادی اعظم ﷺ نے دور جاہلیت میں استعمال کی تھی۔

7۔ سفارشات

مقالہ میں پیش کی گئی ابحاث واستدلالات کی روشنی میں ہم بطور سفارشات ان امور کامشورہ دیں گے کہ اپنے ملک کے معاشی نظام کی بہتری کے سلسلے میں درج ذیل نکات کی طرف خاص طور پر توجہ مرکوز رکھی جائے۔ نیز کوشش کی جائے کہ ان نکات کا عملی نفاذ بھی ہوسکے تاکہ اس نازک اور کمزور معاشی صورت حال میں سیرت طیبہ کی برکت اور سنت پر عملدرآمد کرنے سے ہمارے مالی و معاشی امور میں بہتری اور استحکام نصیب ہو جائے۔

- قدرت نے ہمیں اور ہمارے ملک کو جو مادی وسائل فراہم کیے ہیں، ان کی بہترین نشوونما کے ساتھ انہیں استعمال کیاجائے۔
- ان ذرائع کی اس طرح سے منصفانہ تقسیم اور استعمال ہو کہ جس سے انسانی تعلقات کا فروغ، تنظیم عدل اور احسان کی بناپر ہو۔

- متوازن اور پائیدار ترقی کے ساتھ، وسائل کے ضیاع اور غلط استعمال سے اجتناب کرتے ہوئے انسانوں کے استحصال کا یکسر خاتمہ کیا جائے۔
- قیمتوں میں استحکام قائم کرتے ہوئے افراد معاشرہ، علاقہ جات اور شعبہ جات کے درمیان، قومی سطح پر مساوات کا حصول ممکن بنایا جائے۔
- خودانحصاری کے اعلیٰ مقام کا حصول اور حقیقی تکثیریت پر مبنی ایک ایسا عالمی نظام کا وژن قائم کیا جائے، جس کے نتیجے میں تمام اقوام اور ثقافتوں کا مل جل کر رہنا ممکن ہو اور وہ ایک منصفانہ عالمی نظام میں باہمی مقابلے اور تعاون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔
- ہماری عوام اپنے ملک پاکستان کیلئے ایک ایسی مخلص، باشعور اور دیانتدار قیادت کا انتخاب کرے جو معیشت کو ٹھیک کرنے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتی ہو۔

امید واثق ہے کہ مندرجہ بالا اقدامات کی روشنی میں حکومت، تحقیقی اداروں اور پاکستان کی سیاسی جماعتوں کی طرف سے پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لیے ایک نئی حکمت عملی وضع کرنے کے لیے ایک سنجیدہ اور پائیدار کوشش کی جائے گی تاکہ جس مقصد کے لیے یہ ملک قائم کیا گیا تھا، وہ پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔

حوالہ جات

1 البُخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبد الله، الجامع الصحيح ، كِتَابُ المَغَازِي، بَابٌ: أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟ رقم الحديث: 4282

Al-bukhārī, muhammad bin ismaīl, abū abdullāh, al-jāme'u al-sahih, kitāb al-maghāī, bāb al-najash, ayna rakaza alnnabī salla allh ealayh wasallam al-rayat yawma alfathi? Hadith no: 4282

2 ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد،الطبقات الكبرى، الناشر: دار صادر، بيروت، الطبعة: الأولى، 1968 م، ج1، ص100

Ibni sàad, abu abdullah muhammad bin sàad, al-tabaqāt al-kubrā, Publisher: dār Sadir, Beirut, First Edition, 1968 AD, vol. 1, p. 100

3 شبلی، نعمانی، مولانا، سیرت النبی، دارالمصنفین، اعظم گڑھ، انڈیا، 1983، ج1، ص185، ج2، ص402

Shiblī, nu'mānī, Maulānā, sirat al-nabī, dār al-musannafīn, a'zam garh, India, 1983, vol. 1, p. 185, vol. 2, p. 402

4 لبَلَاذُري ،أحمد بن يحي بن جابر بن داود، أنساب الأشراف، تحقيق محمد حميد الله، دار المعارف، مصر، الطبعة: الأولى، 1417 هـ ، 1996 م، ج1،ص427

Al-balāzrī, ahmed bin yahyā bin jabir bin dāoud, ansāb al-ashrāf, edited by Muhammad Hamidullah, dār al-Ma'arif, Egypt, first edition, 1417 AH, 1996 AD, vol. 1, p. 427.

5 ابن هشام،عبد الملك بن هشام،السيرة النبوية، تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي،الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ،بمصر،الطبعة: الثانية، 1375هـ - 1955 م،ج2، ص 362

Ibni hishām, abdul-mālik ibni hishām, al-sirat-tul-nabawiyatu, edited by: Mustafa al-Saqqa, Ibrahim al-Abiyari, and Abd al-Hafiz al-Shalabi, Publisher: shirkatu wa maktabatu Mustafa al-Babi al-Halabi and Sons, Egypt, Second Edition, 1375 AH - 1955 AD, Part 2 , p. 362

6 شبلی،سیرت النبی،ج1،ص471

Shiblī, sirat al-nabī, , vol. 1, p. 471

7 ابن سعد،الطبقات الكبرى،ج2، ص17

Ibni sȧad, , al-tabaqāt al-kubrā, vol. 2, p. 17

8 الطبری، ابو جعفر ،محمد بن جریر ،تاریخ طبری، دارالمعارف قاہرہ ، مصر ، 1961ء،ج2، ص411

Al Tibrī, abu jafir, Muhammad bin jarir, tārikh e tibrī, dār al-mā'rif, Cairo, Egypt, 1961, vol. 2, p. 411

9 ابویوسف،یعقوب بن ابراہیم،کتاب الخراج،دار المعرفة ، بیروت لبنان،1979ء،ص36

Abū yusuf, Yaqūb bin ibrāhīm, kitāb al-khirāj, dār al-mā'rifah, Beirut, Lebanon, 1979 p.36

10 الواقدي،محمد بن عمر، المغازي، تحقيق: مارسدن جونس، الناشر: دار الأعلمي – بيروت،ص 403

Al-wāqidī, Muhammad bin omar, al-maghāzi, edited by: Marsden Jones, publisher: dār al-'ilmi - Beirut, p. 403

11 ابن سعد ،الطبقات الكبرى،ج2، ص 109تا112

Ibni sȧad, , al-tabaqāt al-kubrā, vol. 2, p. 109 to 112

12 البُخاري، الجامع الصحيح كِتَابُ الجِزْيَةِ ، بَابُ الجِزْيَةِ وَالمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ،رقم الحديث: 3158

Al-bukhārī,, al-jāme'u al-sahih, kitāb al-jizya, bāb al-jizya wa-almadata ma' ahli al-harb, Hadith no: 3158

13 ابن هشام ،السيرة النبوية ، ج2،ص643

Ibni hishām, al-sirat-tul-nabawiyatu, vol. 2 , p. 643

14 ابن ماجة ،أبو عبد الله، محمد بن يزيد، السنن ، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ،رقم الحديث: 1886

Ibni mājah, abū abdullah, Muhammad bin Yazīd, Alsunan, kitāb al nikāh, bāb sadaq al-nisā, Hadith No.: 1886

15 البُخاري ، الجامع الصحيح، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابٌ: الوَلِيمَةُ حَقٌّ،رقم الحديث: 5166

Al-bukhārī,, al-jāme'u al-sahih, kitāb al-nikāh, bāb al-walīmatu haqun, Hadith no: 5166

16 البَلَاذُري ،أحمد بن يحي ، أنساب الأشراف، ، ج1،ص431

Al-balāzrī, ahmed bin yahyā, ansāb al-ashrāf, vol. 1, P. 431

17 البُخاري، الجامع الصحيح، كِتَاب المُزَارَعَةِ، بَابُ المُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ،رقم الحديث: 2328

Al-bukhārī,, al-jāme'u al-sahih a, kitāb al-muzarati, bāb al-muzariati bishatari wa nahwihi, Hadith no: 3158

18 البَلَاذُري ،أحمد بن يحيى ، أنساب الأشراف، ج1،ص404

Al-balāzrī, ahmed bin yahyā, ansāb al-ashrāf, vol. 1, p. 404

19 ايضا ،ج1،ص449

Ibid, vol. 1, p. 449

20 ابن حجر ،أبو الفضل، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد ،العسقلاني ،الإصابة في تمييز الصحابة ، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض،الناشر: دار الكتب العلمية ،بيروت، لطبعة: الأولى ، 1415 هـ،ج8،ص205

Ibni hajar, abū al-fadal, ahmad bin ali bin Muhammad bin Ahmad, al-asqalānī, al-asāba fi ta'miz al-sahāba, edited by: Adil Ahmad Abd ul Maūjoūd and Ali Muhammad Moawid, publisher: Dār al-kutub al-ilmiyah, Beirut, first edition, 1415 AH, vol. 8, p. 205

21 البَلَاذُري ،أحمد بن يحيى ، أنساب الأشراف، ج1،ص95

Al-balāzrī, ahmed bin yahyā, ansāb al-ashrāf, vol. 1, p. 95

22 ابن هشام ،السيرة النبوية لابن هشام، ج1،ص487

Ibni hishām, al-sirat-tul-nabawiyatu le-ibni hishām, vol. 1 , p. 487

23 أبو داود ،سليمان بن الأشعث، السنن، كِتَاب الْجَنَائِزِ، بَابُ صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ،رقم الحديث: 3132

Abū dāwūd, sulaīmān bin al-ash'ath, Alsunan, kitāb al-jnāiz, bāb san'atu t'am li ahlil mayiti, Hadith No.: 3132

24 البُخاري، الجامع الصحيح، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ القُدُومِ،رقم الحديث: 3089

Al-bukhārī, al-jāmiu, al-sahih, kitāb al-jihād wa al-saīr, bāb al-ta'ām 'indalqudum, Hadith no: 3089

25 ابن هشام ،السيرة النبوية، ج1، ص236

Ibne hishām, al-sirat-tul-nabawiyatu, vol. 1 , p. 236

26 لبَلَاذُري ،أحمد بن يحيى ، أنساب الأشراف، ج1،ص272

Al-balāzrī, ahmed bin yahyā, ansāb al-ashrāf, vol. 1, p. 272

27 البُخاري، الجامع الصحيح، بَابُ بَدْءِ الوَحْيِ، كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟،رقم الحديث: 3

Al-bukhārī,, al-jāmiu, al-sahih, bāb badaulwahyu ila rasullah sallahu 'alahi wasallam, Hadith no: 03

28 ابن ماجة ، السنن، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ،رقم الحديث: 3596

Ibni mājah, Alsunan, kitāb allibās, bāb lubus al-harīr wa al-zahabi lil nisāi, Hadith No.: 3596

29 البُخاري، الجامع الصحيح، كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، بَابٌ: كَيْفَ يُقْبَضُ العَبْدُ وَالمَتَاعُ،رقم الحديث: 2599

Al-bukhārī, al-jāmiu al-sahih, kitāb al-hibah wa fazliha watahrizi 'ilaha, bāb kaifa yuqbazu al-'abdu walmat'u, Hadith no: 2599

30 البَلَاذُري ،أحمد بن يحيى ، أنساب الأشراف، ج1، ص521

Al-balāzrī, ahmed bin yahyā, ansāb al-ashrāf, vol. 1, p. 521

31 William Muir, Life of Mahomet, Smith Elder and Co. London1861, p.229

32 أبو داود ، السنن، كِتَاب الطَّهَارَةِ ، بَابٌ فِي الِاسْتِنْثَارِ ،رقم الحديث: 142

Abū dāwūd, Alsunan, kitāb al-tahāratu, bābfil istinshār, Hadith No.: 3132

33 ابن حزم ، علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي،المحلى بالآثار، كِتَابُ الزَّكَاةِ،مَسْأَلَةٌ حُكْم الزَّكَاة، دار الفكر، بيروت، س ن،ج4، ص283

Ibni hazm, Ali bin ahmed bin saeed bin hazm al-andalusī, al-muhalla bi-athār, kitāb al-zakāt, masalatun hokum al-zakat, Dār al-fikir, Beirut, vol. 4, p. 283.

34 سیوہاروی،حفظ الرحمان،مولانا،اسلام کا اقتصادی نظام،ندوۃ المصنفین،اعظم گڑھ،انڈیا،س ن،ص153

Siwhārvī, hifz al-rahmān, maulānā, islām kā iqtişādī nizām, nadwat al-musannafīn, azam al-garh, India., p. 153.